

چشمِ ظاہرین میں بہتر ہو اور جو اپنے باطن میں چھپائے ہوئے ہوں وہ تیری نظروں میں بُرا ہو، درآں حالیکہ میں لوگوں کے دکھاوے کیلئے اپنے نفس کی ان چیزوں سے نگہداشت کروں کہ جن سب پر تو آگاہ ہے۔ اس طرح لوگوں کے سامنے تو ظاہر کے اچھا ہونے کی نمائش کروں اور تیرے سامنے اپنی بد اعمالیوں کو پیش کرتا رہوں، جس کے نتیجے میں تیرے بندوں سے تقرب حاصل کروں اور تیری خوشنودیوں سے دور ہی ہوتا چلا جاؤں۔

(۲۷۷)

(کسی موقع پر قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کی بدولت ہم نے ایسی شہ تار کے باقی ماندہ حصہ کو بسر کر دیا جس کے چھٹے ہی روز درخشاں ظاہر ہوگا! ایسا اور ایسا نہیں ہوا۔

(۲۷۸)

وہ تھوڑا عمل جو پابندی سے بجایا جاتا ہے زیادہ فائدہ مند ہے اس کثیر عمل سے کہ جس سے دل اکتا جائے۔

(۲۷۹)

جب مستحبات فرائض میں سد راہ ہوں تو انہیں چھوڑ دو۔

(۲۸۰)

جو سفر کی دوری کو پیش نظر رکھتا ہے وہ کمر بستہ رہتا ہے۔

(۲۸۱)

آنکھوں کا دیکھنا حقیقت میں دیکھنا نہیں کیونکہ آنکھیں کبھی اپنے اشخاص سے غلط بیانی بھی کر جاتی ہیں، مگر عقل اس شخص کو جو اس سے نصیحت چاہے کبھی فریب نہیں دیتی۔

فِي لَامِعَةِ الْعُيُونِ عَلَانِيَتِي، وَ تَقْبِيحِ فِيهَا أَبْطُنٍ لَكَ سَرِيرَتِي، مُحَافِظًا عَلَى رِيَاءِ النَّاسِ مِنْ نَفْسِي بِجَمِيعِ مَا أَنْتَ مُطَّلِعٌ عَلَيْهِ مِنِّي، فَأُبْدِي لِلنَّاسِ حُسْنَ ظَاهِرِي، وَ أَفْضَى إِلَيْكَ بِسُوءِ عَمَلِي، تَقَرُّبًا إِلَى عِبَادِكَ، وَ تَبَاعَدًا مِنْ مَرَضَاتِكَ.

(۲۷۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا وَالَّذِي أَمْسَيْنَا مِنْهُ فِي غَبْرِ لَيْلَةٍ دَهْمَاءَ، تَكْشُرُ عَنْ يَوْمٍ آخَرَ، مَا كَانَ كَذَا وَ كَذَا.

(۲۷۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَلِيلٌ تَدْرُومُ عَلَيْهِ أَرْجِي مِنْ كَثِيرٍ مَبْلُولٍ مِنْهُ.

(۲۷۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِذَا أَضْرَّتِ التَّوَافِلُ بِالْفَرَائِضِ فَارْضُهَا.

(۲۸۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ تَذَكَّرَ بَعْدَ السَّفَرِ اسْتَعَدَّ.

(۲۸۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَيْسَتْ الرُّؤْيَةُ كَالْمُعَايَنَةِ مَعَ الْأَبْصَارِ، فَقَدْ تَكْذِبُ الْعُيُونُ أَهْلَهَا، وَ لَا يَعْشُرُ الْعَقْلُ مَنْ اسْتَنْصَحَهُ.

(۲۸۲)

تمہارے اور پند و نصیحت کے درمیان غفلت کا ایک بڑا پردہ
حائل ہے۔

(۲۸۳)

تمہارے جاہل دولت زیادہ پاجاتے ہیں اور عالم آئندہ کے
توقعات میں بتلار کھے جاتے ہیں۔

(۲۸۴)

علم کا حاصل ہو جانا، بہانے کرنیوالوں کے عذر کو ختم کر دیتا ہے۔

(۲۸۵)

جسے جلدی سے موت آ جاتی ہے وہ مہلت کا خواہاں ہوتا ہے، اور
جسے مہلت زندگی دی گئی ہے وہ ٹال مٹول کرتا رہتا ہے۔

(۲۸۶)

لوگ کسی شے پر ”واہ، واہ“ نہیں کرتے مگر یہ کہ زمانہ اس کیلئے ایک
بُرادن چھپائے ہوئے ہے۔

(۲۸۷)

آپ سے قضاء و قدر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:
یہ ایک تاریک راستہ ہے اس میں قدم نہ اٹھاؤ، ایک گہرا سمندر ہے
اس میں نہ اترو، اللہ کا ایک راز ہے اسے جاننے کی زحمت نہ اٹھاؤ۔

(۲۸۸)

اللہ جس بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے اسے علم و دانش سے
محروم کر دیتا ہے۔

(۲۸۹)

عہد ماضی میں میرا ایک دینی بھائی تھا اور وہ میری نظروں میں اس
وجہ سے باعزت تھا کہ دنیا اسکی نظروں میں پست و حقیر تھی، اس پر پیٹ

(۲۸۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الْمَوْعِظَةِ حِجَابٌ مِّنَ
الْغُرَّةِ.

(۲۸۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جَاهِلُكُمْ مُزْدَادٌ، وَ عَالِمُكُمْ
مُسَوِّفٌ.

(۲۸۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَطَعَ الْعِلْمُ عُدْرَ الْمُتَعَلِّينَ.

(۲۸۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُلُّ مُعَاجِلٍ يَسْتَعْلُ الْإِنظَارَ، وَ كُلُّ مُؤَجَّلٍ
يَتَعَلَّلُ بِالتَّسْوِيفِ.

(۲۸۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا قَالَ النَّاسُ لِشَيْءٍ: طُوبَى لَهُ، إِلَّا وَقَدْ
خَبَأَ لَهُ الدَّهْرُ يَوْمَ سَوْءٍ.

(۲۸۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَسُئِلَ عَنِ الْقَدْرِ، فَقَالَ:
طَرِيقٌ مُّظْلِمٌ فَلَا تَسْلُكُوهُ، وَ بَحْرٌ
عَبِيقٌ فَلَا تَلْجُؤُوهُ، وَ سِرٌّ اللَّهُ فَلَا تَتَكَلَّفُوهُ.

(۲۸۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِذَا أَرَادَ اللَّهُ عَبْدًا حَظَرَ
عَلَيْهِ الْعِلْمَ.

(۲۸۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كَانَ لِي فِيهَا مَضَى أَخٍ فِي اللَّهِ، وَ كَانَ
يُعْظِمُهُ فِي عَيْنِي صَغُرُ الدُّنْيَا فِي عَيْنِهِ، وَ كَانَ

کے تقاضے مسلط نہ تھے۔ لہذا جو چیز اُسے میسر نہ تھی اسکی خواہش نہ کرتا تھا اور جو چیز میسر تھی اسے ضرورت سے زیادہ صرف میں نہ لاتا تھا۔ وہ اکثر اوقات خاموش رہتا تھا اور اگر بولتا تھا تو بولنے والوں کو چپ کر دیتا تھا اور سوال کرنے والوں کی پیاس بجھا دیتا تھا۔ یوں تو وہ عاجز و کمزور تھا مگر جہاد کا موقع آجائے تو وہ شیر بیشہ اور وادی کا اژدہا تھا۔

وہ جو دلیل و برہان پیش کرتا تھا وہ فیصلہ کن ہوتی تھی۔ وہ ان چیزوں میں کہ جن میں عذر کی گنجائش ہوتی تھی کسی کو سرزنش نہ کرتا تھا جب تک کہ اس کے عذر معذرت کو سن نہ لے۔ وہ کسی درد و تکلیف کا ذکر نہ کرتا تھا مگر اس وقت کہ جب اس سے چھٹکارا پالیتا تھا۔ وہ جو کرتا تھا وہی کہتا تھا اور جو نہیں کرتا تھا وہ اسے کہتا نہیں تھا۔ اگر بولنے میں اس پر کبھی غلبہ پابھی لیا جائے تو خاموشی میں اس پر غلبہ حاصل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ بولنے سے زیادہ سننے کا خواہشمند رہتا تھا اور جب اچانک اس کے سامنے دو چیزیں آجاتی تھیں تو وہ دیکھتا تھا کہ ان دونوں میں سے ہوائے نفس کے زیادہ قریب کون ہے تو وہ اس کی مخالفت کرتا تھا۔

لہذا تمہیں ان عادات و خصائل کو حاصل کرنا چاہیے اور ان پر عمل پیرا اور ان کا خواہشمند رہنا چاہیے۔ اگر ان تمام کا حاصل کرنا تمہاری قدرت سے باہر ہو تو اس بات کو جانے رہو کہ تھوڑی سی چیز حاصل کرنا پورے کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔

خَارِجًا مِّنْ سُلْطَانِ بَطْنِهِ، فَلَا يَشْتَهِي مَا لَا يَجِدُ، وَلَا يُكْثِرُ إِذَا وَجَدَ، وَ كَانَ أَكْثَرَ ذَهْرِهِ صَامِتًا، فَإِنْ قَالَ بَدَّ الْقَائِلِينَ وَ نَقَعَ غَلِيلَ السَّائِلِينَ، وَ كَانَ ضَعِيفًا مُسْتَضْعَفًا! فَإِنْ جَاءَ الْجِدُّ فَهُوَ لَيْثٌ غَابٍ وَ وَصْلٌ وَاِدٍ.

لَا يُدْبِي بِحُجَّةٍ حَتَّى يَأْتِيَ قَاضِيًا، وَ كَانَ لَا يَلُومُ أَحَدًا عَلَى مَا يَجِدُ الْعُذْرَ فِي مِثْلِهِ، حَتَّى يَسْمَعَ اعْتِذَارَهُ، وَ كَانَ لَا يَشْكُو وَ جَعًا إِلَّا عِنْدَ بُرِيئِهِ، وَ كَانَ يَقُولُ مَا يَفْعَلُ وَ لَا يَقُولُ مَا لَا يَفْعَلُ، وَ كَانَ إِذَا غَلَبَ عَلَى الْكَلَامِ لَمْ يُغْلَبْ عَلَى السُّكُوتِ، وَ كَانَ عَلَى مَا يَسْمَعُ أَحْرَصَ مِنْهُ عَلَى أَنْ يَتَكَلَّمَ، وَ كَانَ إِذَا بَدَّهَا أَمْرَانِ يَنْظُرُ أَيُّهُمَا أَقْرَبُ إِلَى الْهُوَى فَخَالَفَهُ.

فَعَلَيْكُمْ بِهَذِهِ الْخَلَائِقِ، فَالزَّمُوهَا وَ تَنَافَسُوا فِيهَا، فَإِنَّ لَّمْ تَسْتَطِيعُوهَا، فَاعْلَمُوا أَنَّ أَخَذَ الْقَلِيلِ خَيْرٌ مِّنْ تَذِكِ الْكَثِيرِ.

حضرت نے اس کلام میں جس شخص کو ”بھائی“ کے لفظ سے یاد کرتے ہوئے اس کے عادات و شمائل کا تذکرہ کیا ہے اس سے بعض نے حضرت ابوذر غفاری، بعض نے عثمان ابن مظعون اور بعض نے مقداد ابن اسود کو مراد لیا ہے۔ مگر بعید نہیں کہ اس سے کوئی فرد خاص مراد نہ ہو، کیونکہ عرب کا یہ عام طریقہ کلام ہے کہ وہ اپنے کلام میں بھائی یا ساقی کا ذکر کرتے ہیں اور کوئی معین شخص ان کے پیش نظر نہیں ہوتا۔

(۲۹۰)

اگر خداوند عالم نے اپنی معصیت کے عذاب سے نہ ڈرایا ہوتا، جب بھی اس کی نعمتوں پر شکر کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی معصیت نہ کی جائے۔

(۲۹۱)

اشعث ابن قیس کو اس کے بیٹے کا پر سادیتے ہوئے فرمایا:
اے اشعث! اگر تم اپنے بیٹے پر رنج و ملال کرو تو یہ خون کا رشتہ اس کا سزاوار ہے اور اگر صبر کرو تو اللہ کے نزدیک ہر مصیبت کا عوض ہے۔

اے اشعث! اگر تم نے صبر کیا تو تقدیر الہی نافذ ہوگی اس حال میں کہ تم اجر و ثواب کے حقدار ہو گے، اور اگر چہینے چلائے جب بھی حکم قضا جاری ہو کر رہے گا، مگر اس حال میں کہ تم پر گناہ کا بوجھ ہوگا۔
تمہارے لئے بیٹا مسرت کا سبب ہوا، حالانکہ وہ ایک زحمت و آزمائش تھا اور تمہارے لئے رنج و اندوہ کا سبب ہوا، حالانکہ وہ (مرنے سے) تمہارے لئے اجر و رحمت کا باعث ہوا ہے۔

(۲۹۲)

رسول اللہ ﷺ کے دفن کے وقت قبر پر یہ الفاظ کہے:
صبر عموماً اچھی چیز ہے سوائے آپ کے غم کے، اور بیتابی و بے قراری عموماً بری چیز ہے سوائے آپ کی وفات کے، اور بلاشبہ آپ کی موت کا صدمہ عظیم ہے اور آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آنے والی ہر مصیبت سبک ہے۔

(۲۹۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَوْ لَمْ يَتَوَعَّدِ اللَّهُ عَلَى مَعْصِيَتِهِ لَكَانَ يَجِبُ أَنْ لَا يُعْصَى شُكْرًا لِنِعْمِهِ.

(۲۹۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَدْ عَزَى الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ لَه: يَا أَشْعَثُ! إِنْ تَحَزَنَ عَلَى ابْنِكَ فَقَدْ اسْتَحَقَّتْ مِنْكَ ذَلِكَ الرَّحْمُ، وَإِنْ تَصْبِرْ فِي اللَّهِ مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ خَلْفٌ. يَا أَشْعَثُ! إِنْ صَبَرْتَ جَرَى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَأَنْتَ مَأْجُورٌ، وَإِنْ جَزِعْتَ جَرَى عَلَيْكَ الْقَدَرُ وَأَنْتَ مَأْزُورٌ. يَا أَشْعَثُ! ابْنُكَ سَرَّكَ وَهُوَ بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ، وَحَزَنُكَ وَهُوَ ثَوَابٌ وَرَحْمَةٌ.

(۲۹۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَاعَةَ دُفْنِهِ: إِنَّ الصَّبْرَ لَجَمِيلٌ إِلَّا عَنكَ، وَإِنَّ الْجَزَعَ لَقَبِيحٌ إِلَّا عَلَيْكَ، وَإِنَّ الْمَصَابَ بِكَ لَجَلِيلٌ، وَإِنَّهُ قَبْلَكَ وَبَعْدَكَ لَجَلَلٌ.